

اتوار یا جمعہ

عبد القدوس ہاشمی

ستائیسویں شب، ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ کو پاکستان کے قیام اور ہماری آزادی کا اعلان ہوا۔ مسلمانوں کے نزدیک رمضان المبارک برکتوں اور رحمتوں سے بھرا ہوا مہینہ ہے۔ اور اس کی ستائیسویں رات کو عام طور پر ماہ مبارک رمضان کی سب سے زیادہ بابرکت رات سمجھا جاتا ہے۔ شاید اسی لئے مسلمانوں نے اپنے ملک پاکستان کی تاسیس کے لئے یہ رات اور یہ مہینہ پسند کیا تھا۔ پاکستان کا قیام مسلمانان ہند کی طویل جدوجہد کا خوشگوار نتیجہ اور ان کی دیرینہ تمناؤں کا میٹھا پھل تھا۔ اس کی تاسیس کے لئے مسلمان اپنے عقیدہ کے مطابق مبارک مہینہ کی مبارک رات ہی کا انتخاب کرسکتے تھے، اور انہوں نے یہی کیا۔

یہ محض اتفاق تھا کہ گریگوری کلینڈر سے اس دن اگست ۱۹۴۷ء کی چودھویں تاریخ تھی۔ جب دوسرے سال یوم آزادی منایا گیا تو ۲۷ رمضان کو نہیں بلکہ ۱۴ اگست کو منایا گیا۔ اس میں کیا مصلحت تھی، کوئی بڑی اونچی بات رہی ہوگی۔ اتنی اونچی کہ آج تک اس کی مصلحت کسی کی سمجھ میں نہ آسکی۔ یہ مسلمان جو اپنے سارے تہوار چاند کے مہینوں سے مناتے ہیں۔ شہادت حسین رض کا دن قمری مہینہ سے مناتے ہیں، یوم بدر، یوم فتح مکہ اور میلاد و وفات رسول قمری مہینوں اور تاریخوں سے منا یا کرتے ہیں۔ خدا جانے اپنی آزادی کا دن عیسوی تاریخ ۱۴ اگست کو کیوں منانے لگے۔ شاید دنیا میں کوئی ایسی قوم موجود نہیں جس کے نزدیک اگست کی ۱۴ تاریخ کو کوئی تقدس و امتیاز حاصل ہو۔ لیکن ہم ہیں کہ ۱۴ اگست ہی کو یوم آزادی مناتے ہیں۔

ہفتہ وار تعطیل

یہی حال ہفتہ وار تعطیل کے دن کا ہوا۔ ہفتہ وار تعطیل کا دن ابتداً ہی سے مسلمانوں کے نزدیک جمعہ کا دن رہا ہے۔ اور آج بھی باستانی ایک یا دو، مسلمانوں کے تمام ممالک میں جمعہ کو ہی تعطیل ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان میں انگریزوں کے عہد کی یادگار اتوار کی تعطیل کا طریقہ اب بھی رائج ہے۔ ۱۹۴۷ء بلکہ ۱۹۵۶ء تک جب کہ تمام ریاستوں کے انضمام کا کام تکمیل کو پہنچا ہندوستان و پاکستان کے ان تمام علاقوں میں جن کا نظم و نسق مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا ہفتہ وار تعطیل کا دن جمعہ ہی کا دن تھا۔ مثلاً حیدرآباد دکن، بھوپال، رامپور وغیرہ ہندوستانی ریاستوں میں اور بہاولپور، خیرپور، قلات وغیرہ پاکستانی ریاستوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ ہی کے دن ہوتی تھی۔ اور زمانہ نایادگار سے یہی طریقہ رائج تھا، مگر جب حکومت پاکستان نے ان ریاستوں کو قومی ترقی اور یکسانی نظم و نسق کے لئے ختم کر کے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لیا تو جمعہ کی تعطیل کا طریقہ بھی ختم کر دیا گیا۔ ہفتہ وار تعطیل اتوار کے دن ہونے لگی۔ اور اب اتنے دنوں میں جمعہ کی تعطیل کا معاملہ کم از کم ہمارے لئے تو بھولی بسری بات ہو جاتی، اگر پچھلے دنوں ہماری قومی اسمبلی میں جمعہ اور اتوار زیر بحث نہ آجائے۔

اب جب کہ یہ سوال زیر بحث آہی گیا ہے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ اتوار اور جمعہ سے متعلق کچھ مختصر سا تاریخی پس منظر پیش کر دوں۔ شاید اس بحث کے سمجھنے کے لئے ہمیں اس طرح کچھ روشنی میسر آجائے۔ میں کوشش کروں گا کہ تحریر میں غیر ضروری تفصیلات نہ آنے پائیں۔ جو لوگ زیادہ تفصیل کے طلبگار ہوں انہیں محولہ زیریں کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔

ماہ و روز

ابتداءً مہینوں کا حساب نئے چاند ہی سے ہوتا تھا۔ سورج کی گردش سے مہینہ اور سال کا حساب بہت دنوں کے بعد شروع ہوا ہے۔ اہل تاریخ کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ دنیا کی اکثر زبانوں میں مہینہ کے لئے جو لفظ ہے وہ اس زبان میں چاند کے لفظ سے مشتق ہے۔ مثلاً ماہ، شہر، منہ (مون)، ماس، آئے۔ فارسی، عربی انگریزی، سنسکرت اور ترکی کے الفاظ ہیں جن کے معنی ہیں مہینہ اور یہ سارے ہی الفاظ چاند کے لئے ان زبانوں میں جو الفاظ ہیں ان ہی سے بنائے گئے ہیں۔

مقدس اتوار

ہفتہ کے سات دن اور ان کے نام اہل بابل کا کارنامہ ہے۔ یہ مظاہر پرست تھے، آفتاب ان کا سب سے بڑا دیوتا تھا۔ صرف اہل بابل ہی نہیں بلکہ دنیا کی تقریباً ہر دیو مالا میں مظاہر پرستی کا یہ نشان موجود ہے۔ زمین مقدس اور عمومی ماں، اور آفتاب ساری کائنات کا بزرگ اور قادر و توانا باپ۔ بابل کے فرماں روا نمرود زمین پر آفتاب کا نائب اور مدعی الوہیت۔ اور مصر کے بادشاہ فرعون دنیا میں نیر اعظم آفتاب کے فرزند ہونے کی بنا پر خدائی کے دعویدار دکھائی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت پہلے ہی بابل والوں نے چاند کی ۲۸ منزلوں کو دنیا کے چار عنصر آب و آتش، خاک و باد پر تقسیم کر کے سات سات دنوں کے چار ہفتے مقرر کر لئے تھے۔

اس کے بعد انہوں نے ان سات دنوں کے نام رکھے، سب سے پہلا دن اپنے سب سے بڑے معبود کے نام پر رکھا۔ دوسرا مادر گیتی کے فرزند اول چندرمان دیوتا کے نام پر، اور اسی طرح اپنے آسمانی دیوتاؤں: مریخ، زھرہ،

مشتی اور عطارد کے نام پر باقی دنوں کے نام رکھ لئے۔ اب آخری دن جو ساتواں دن تھا، اس کا نام سب سے دور افتادہ سیارہ اور اپنے جلالی دیوتا زحل کے نام پر رکھ کر اسے منحوس اور نہایت برا دن قرار دے دیا۔ ذرا ان کے اس کارنامہ کا دیرپا اثر تو دیکھئے، آج تک لوگ ان دنوں کو ان ہی ناموں سے موسوم کرتے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے ناموں کو دیکھئے، سن ڈے (ادیتوار) سورجمن دیوتا کا دن، من ڈے یا مون ڈے (سوسوار) چندربان دیوتا کا دن، اور اسی طرح منحوس دن سٹرڈے (اسٹرن ڈے) سنیچروار یعنی ستارہ زحل کا دن، اور حد تو یہ ہے کہ آج بھی بت پرست قوموں میں سنیچر کا دن منحوس دن ہے۔ اردو میں سنیچر لگنا، اور سنیچر ہونا، نحوست واقع ہونے کے لئے ہندوؤں کے عقیدہ ہی کی وجہ سے مستعمل ہے۔ محسن کاکوروی کے مشہور قصیدہ لامیہ کا شعر ہے۔

ڈوبنے جاتے ہیں گنگا میں بنارس والے نوجوانوں کا سنیچر ہے یہ بوڑھا منگل

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت سے صدیوں پہلے منازل قمر کے چار ہفتہ کے سات دنوں کے نام مقرر ہو چکے تھے اور یہ رواج بھی قائم ہو چکا تھا کہ اتوار کو آفتاب کا دن قرار دے کر مقدس دن سمجھا جائے۔ اور اس دن کو پوجا پاٹ کے لئے مخصوص کیا جا چکا تھا۔ (۷)

ہندوستان میں

آریا ہندوستان میں تقریباً ۱۲، ۱۵ سو سال قبل مسیح آئے، اور جب آئے تو اپنے ساتھ سومیریوں اور بابل والوں کے بہت سے معتقدات اور رسوم بھی لیتے آئے۔ آریوں سے پہلے جو اقوام ہندوستان میں بستی تھیں ان کے متعلق ہماری معلومات اتنی کم ہیں کہ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اتوار کے دن کو وہ کیا اہمیت دیتے تھے، ہمیں نہیں معلوم۔ البتہ یہ معلوم ہے کہ آریا جب ہندوستان میں آئے تو دنوں کے نام اور اتوار کے تقدس کا اعتقاد دونوں اپنے

ساتھ لائے۔ بلکہ زحل کے منحوس ہونے کا وہم بھی ان کے ساتھ ہی آیا۔ ہندوؤں کی دیوبالا اور سوریا نارائن کے نام کی شاعری اس حقیقت کی شاہد ہے۔ اس کے بعد وسط ایشیاء سے سیٹھین اٹھے اور ہندوستان میں فاتحانہ داخلہ کے بعد فخریہ لقب راجپوت کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان میں سے ایک خاندان نے اپنا سورت اعلیٰ آفتاب عالمتاب کو قرار دیا اور سورج بنسی کے لقب سے ملقب ہوا۔ دوسرے خاندان نے جب حکومت ہاتھ میں لی تو اس نے اپنا نسب نامہ چاند سے جا ملایا اور چندر بنسی کہلایا۔ حالانکہ نسلًا یہ لوگ ترک تھے۔ سورج کی پرستش کا ان میں عام رواج تھا اور اسی نسبت سے اتوار کو جو سورج کے نام سے موسوم ہے ان میں پوجا پاٹ کے لئے مقدس دن سمجھا جاتا تھا۔ اتوار کو سورج کے ایک ہزار نام کی جپ ہوا کرتی تھی۔

ایران میں

ایران میں آتش پرستی بھی آفتاب پرستی ہی سے پیدا ہوئی۔ آگ کو حرارت اور روشنی میں نیر اعظم کا ظہور سمجھ کر اس کی پوجا ہونے لگی اور اسی نسبت کی وجہ سے اتوار کے دن کو تقدس کا مقام حاصل ہو گیا۔ اس دن کو روز مہر کہنے لگے، اور اس کے مقررہ موکل کو آذر کا نام دیا گیا۔

بنی اسرائیل

بنی اسرائیل مصر میں آفتاب کی پرستش اگر نہیں بھی کرتے ہوں گے پھر بھی فرعون (یعنی فرزند آفتاب) کی خدائی میں رہتے تھے اور اتوار کے تقدس اور اس کے اہمیت کے عادی تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتوں فرعون کے مظالم سے نجات بخشی اور یہ لوگ جزیرہ نمائے سینائی میں آ بسے تو انہیں حکم توحید خالص ہی کا دیا گیا تھا اور حکم یہ دیا گیا تھا کہ سورج اور چاند کو اپنا پروردگار نہ مانیں بلکہ اللہ وحدہ لا شریک کو اپنا خالق و رازق سمجھیں لیکن یہ قوم سخت متلون مزاج تھی۔ بائبل میں

عہد عتیق کی مقدس کتابیں اس پر شاہد ہیں کہ یہ باوجود ممانعت کے بار بار شرک و بت پرستی میں مبتلا ہوئے اور اس کی سزا پاتے رہے۔ ابھی فرعون کے مظالم سے نجات پائے ہوئے بہت دن نہیں ہوئے تھے کہ بنی اسرائیل نے خود حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مطالبہ شروع کر دیا کہ دوسری قوموں کی طرح ہمارے لئے بھی بت بنا دیجئے کہ ہم ان کی پوجا کیا کریں (۳)۔ اس وقت تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو جھڑک دیا اور خدا کے غضب سے ڈرایا لیکن جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ جل جلالہ کی طلب پر چالیس دن کے لئے کوہ طور پر تشریف لے گئے تو بنی اسرائیل نے اپنے لئے ایک بچھڑے کی شکل کا بت بنا ہی لیا اور اس کی پوجا کرنے لگے (۱)۔

السبت

بنی اسرائیل کو توحید خالص کا حکم دیا گیا تھا، اس لئے اتوار کے دن کی تعطیل اور اس کا تقدس ان کے لئے کسی طرح مناسب نہ تھا۔ یہ آفتاب پرستوں کا طریقہ تھا۔ انہیں جمعہ کے دن کو مقدس اور عبادت کا دن قرار دینے کی تعلیم دی گئی مگر وہ اختلاف کرنے لگے اور بت پرستوں کے طریقہ پر قائم رہ کر اتوار کے دن کی تعطیل و تقدیس پر مصر رہے تو خداوند تعالیٰ نے ان کو سزا یہ دی کہ ہفتہ کا وہ آخری دن جو بت پرستوں میں منحوس دن سمجھا جاتا تھا، ان کے لئے عبادت کا اور تعطیل کا دن قرار دیا گیا۔ قرآن مجید میں اس کا ذکر اس طرح ہے۔

انما جعل السبت علی الذین اختلفوا فیہ -(۱) سنیچر کا دن تو صرف ان ہی لوگوں پر مقرر کیا گیا تھا جنہوں نے اس میں اختلاف کیا۔

اور حدیث میں ہے کہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود کو بھی جمعہ ہی

کے دن کا حکم دیا گیا تھا مگر یہود نے اس سے اختلاف کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کی طرف ہدایت فرمائی (۱۱)۔

سبت کے لفظی معنی قدیم عبری، سریانی، سنسکرت اور قدیم دری زبانوں میں سات کے ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ ہفتہ کا ساتواں دن تھا اس لئے اس کا نام یوم السبت ہو گیا۔ اور چونکہ یہود اس دن کوئی کام نہیں کرتے تھے بلکہ محض بیکاری اور آرام کا دن سمجھتے تھے اس لئے زمانہ ما بعد میں اس لفظ کے معنی آرام و سکون کے قرار پائے۔ اور عربی میں اب تک اس کے یہی معنی ہیں۔ یہود اگرچہ بار بار سبت کے حکم کو توڑتے بھی رہے لیکن عام طور پر وہ اکثر زمانہ میں اس کے پابند رہے اور اس بے اعتدالی کے ساتھ پابند رہے کہ اکثر زمانوں میں انہوں نے سنیچر کے دن یعنی جمعہ کا دن گزرنے کے بعد غروب آفتاب سے لے کر سنیچر کے غروب آفتاب تک نماز کی بھی چھٹی کردی اور تعطیل کو محض تعطیل قرار دیا۔ لیکن یہودیوں کے سبت کا اثر نسل یہود سے باہر کسی پر نہیں پڑا۔ بظاہر اس کے دو وجوہ تھے، ایک تو ان کا نسلی غرور، اور دوسری وجہ ان کی سیاسی واماندگی تھی۔ یہودیوں کی سلطنت کا رقبہ تاریخ کے کسی دور میں بہت وسیع نہیں ہو سکا۔ انتہائے عروج میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت چند ہزار مربع میل رقبہ سے نہ بڑھ سکی۔ ظاہر ہے کہ اتنی چھوٹی حکومت چاہے بڑی ہی متمدن ہو سطح ارضی کے بہت بڑے حصہ کو متاثر نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں یہودیوں کے سوا دنیا کی اور کسی قوم میں سبت کا تصور نہیں ملتا۔

دین مسیحی

حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے اور صرف ان ہی کی طرف مبعوث کئے گئے تھے، مسیح علیہ السلام نے خود فرمایا ہے : ”میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوٹی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا،“ (۵)

اس لئے ان پر جدید احکام نازل نہیں ہوئے اور نہ انہوں نے توریت کے کسی حکم کو منسوخ فرمایا۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

”یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں،“ (۶)

ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے والے سب کے سب یوم السبت کے پابند تھے اور ہمیشہ پابند رہے۔ آفتاب پرستوں کے مقدس دن یعنی اتوار کی تقدیس کا خیال بھی ان بزرگوں کے حاشیہ خیال میں نہیں آسکتا تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد بلکہ بہت بعد بعض مقدس علمائے مسیحیت کو یہود کی طرف سے شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اور یہود سے مایوس ہو کر اپنے دائرہ تبلیغ کو بنی اسرائیل سے باہر دوسری بت پرست اقوام تک پھیلانا پڑا۔ تو یہودیوں نے اب اور زیادہ شدت کے ساتھ ان کی مخالفت کی۔ انہوں نے بت پرستوں کی دلداری کے لئے ان کے عقاید و اعمال میں سے بہت سی باتیں اختیار کر کے اپنے لئے حمایتی پیدا کئے۔ اس طرح دین مسیح میں تثلیث، کرسمس، ختنہ کی مخالفت، خنزیر کی حلت اور اتوار کے دن کی تقدیس وغیرہ بہت سی باتیں آگئیں۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود عیسائیوں نے سبت کو چھوڑ کر اتوار کی فضیلت قبول نہیں کی۔ اس کے لئے کلیسا کے فتاویٰ اور بادشاہوں کے جبری حکمناموں کا سہارا لیا گیا لیکن سارے عیسائیوں نے اسے کبھی قبول نہیں کیا۔ آج بھی عیسائی فرقوں میں سے بعض فرقے سنیچر کے دن کو سبت مناتے ہیں اور اتوار کی اہمیت سے انکار کرتے ہیں۔

سنیچر کی بجائے اتوار کے دن کو تقدیس عطا کرنے کے لئے جو متعدد کوششیں تاریخ کے مختلف ادوار میں ہوتی رہی ہیں، ان میں سے یہ چار بطور نمونہ پیش ہیں :

(۱) ۶۳۰۰ء میں ایلیری کونسل نے ایک تجویز اس مضمون کی منظور

کی، مگر مسیحیوں کی ایک بڑی جماعت نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

(۲) ۳۲۱ء میں قسطنطین اعظم نے ایک فرمان شاہی نافذ کیا، پھر بھی سچے مسیحیوں نے اسے قبول نہیں کیا۔

(۳) ۳۶۳ء میں لیدیا کی کونسل نے ایک تجویز کے ذریعہ سنیچر کے دن کام کاج کی اجازت دی، پھر بھی مسیحیوں نے نہیں مانا۔

(۴) ۷۸۹ء (مطابق ۱۷۳ ہجری) میں چارلس میگنز ڈگری کے ذریعہ اتوار کے دن کو ہفتہ وار تعطیل کا مقدس دن قرار دیا گیا اور جبر و قہر کے ساتھ اس حکم کو نافذ کر دیا گیا۔ لیکن اس پر بھی بہت سے مسیحیوں نے اس حکم کو تسلیم نہیں کیا اور وہ آج تک ساتویں دن یعنی سنیچر کے دن ہی کو مقدس سبب قرار دیتے ہیں (۷)۔

جمعہ المبارک

عرب کے صوبہ حجاز میں جو لوگ بستے تھے وہ حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی اولاد تھے، اور انہیں اپنے اس نسب نامہ پر ناز تھا۔ وہ ابتداً سے چوتھی صدی تک بعض اخلاقی خرابیوں کے باوجود عقیدہٴ موحد تھے اور اپنے آپ کو دین ابراہیمی حنیفی کا پیرو بتاتے تھے۔ چوتھی صدی عیسوی میں ایک عرب تاجر ابن لہی بسلسلہٴ تجارت فلسطین آیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی فرضی قبر پر سے تبرکاً ایک پتھر اٹھا لے گیا اور اسے کعبہ میں رکھ دیا۔ پہلے اس کی تعظیم ہوئی، پھر پرستش اور دوسو سال کے اندر تین سو ساٹھ بت کعبہ میں جمع ہو گئے، سارا حجاز بت پرستی میں مبتلا ہو گیا۔ چونکہ حجازیوں میں بت پرستی قدیم زمانہ سے نہ تھی اس لئے دیونالا اور علم الاصنام کے قسم کی کوئی چیز ان میں پیدا ہی نہ ہو سکی۔ ان کے ہاں

ہفتہ کے سات دنوں کے نام بھی، سورج، چاند، عطارد وغیرہ کے نام پر نہ تھے، بلکہ یہودیوں سے ملنے ملانے اور کارباری تعلقات کی وجہ سے انہوں نے یوم السبت کا نام تو سیکھ لیا تھا، باقی دنوں کو یوم الاحد، (یعنی سبت کے بعد کا پہلا دن) یوم الاثنين (دوسرا دن) یوم الثلاثاء (تیسرا دن) یوم الاربعاء (چوتھا دن) یوم الخميس (پانچواں دن) یوم السبت (چھٹا دن) کہا کرتے تھے اور ہفتہ کی ابتداء یوم السبت سے کرتے تھے۔ دیوان علی رض میں ایک نظم ہے جس میں ہفتہ کے سات دن اس طرح گئے گئے ہیں، اول یوم السبت اور آخر یوم الجمعه۔ اس نظم کا پہلا شعر ہے۔

لنعم اليوم يوم السبت حقا لصيد ان اردت بلا استراء

یوم السبت کو زمانہ ما بعد میں یوم العروبة کہنے لگے، رقتہ رقتہ یوم السبت کا مستقل نام ہی یوم العروبة ہو گیا۔ یہی یوم العروبة ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ربیع الاول ۱ھ مطابق ۶۲۲ء) کے بعد سے یوم الجمعه کہلانے لگا۔ کوئی ایسی قابل وثوق تاریخی شہادت نہیں ملتی جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی دن کا نام یوم الجمعه تھا۔ اس کے برخلاف بہ کثرت راویوں نے یہ بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں اس دن کو یوم العروبة کہتے تھے۔

ہجرت رسول اللہ سے پہلے مدینہ منورہ سے مکہ آکر انصار رضوان اللہ علیہم نے دو سال میں رسول اللہ ص کے دست مبارک پر بیعت ایمان و استقامت کی ہیں۔ ان دونوں بیعتوں کو تاریخ اسلام میں بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ کہتے ہیں۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ کو اہل مدینہ میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے گھر گھر جا کر تبلیغ کی، اور جب کچھ لوگ مسلمان ہو گئے تو حسب ہدایت نبوی یہ لوگ یوم العروبة میں بعد زوال آفتاب جمع ہو کر نماز ادا کرنے لگے۔ پہلے ایک خطبہ ہوتا، اس کے بعد دو رکعت نماز با جماعت۔ سب سے پہلے جس

نے یہ خطبہ دیا اور نماز پڑھائی وہ حضرت اسعد بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے پہلی نماز جمعہ محلہ بنی سالم میں ۱۹ ربیع الاول سن ایک ہجری میں پڑھائی۔ اس کے بعد سے یوم العروہ کا نام یوم الجمعہ مشہور ہو گیا۔

اس کے کئی سال کے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ آپ مسجد نبوی مدینہ منورہ میں خطبہ دے رہے تھے اور عین اسی وقت باہر سے ایک تجارتی قافلہ آکر مسجد کے سامنے والے میدان میں ٹھہرا، کچھ لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لئے مسجد سے باہر چلے آئے۔ اس کے بعد قرآن مجید کی سورۃ ۶۲ (سورۃ الجمعہ) نازل ہوئی جس میں اس واقعہ کا ذکر ہے، اور حکم دیا گیا ہے کہ :

یا ایہا الذین آمنوا اذا نودی اے وہ لوگ جو ایمان لاکچے ہو جب جمعہ للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کی ذکر اللہ و ذروا البیع^۱ ذلکم یاد کی طرف تیزی سے چل پڑو اور لین خیر لکم ان کنتم تعلمون (۲) دین چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم کو علم ہو۔

احادیث نبویہ میں جمعہ کے دن کی بہت سی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں، اور نماز جمعہ میں حاضری کو واجب قرار دے کر اس دن کی بڑی اہمیت بتائی گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

الجمعة حق واجب علی کل مسلم جماعت کے ساتھ جمعہ چار کے سوا ہر فی جماعة الا اربعة عبد مملوک او مسلمان پر ایک حق واجب ہے، وہ چار امرأة او صبی او مریض۔ یہ ہیں غلام، عورت، بچہ اور بیمار۔ تجب الجمعة علی کل مسلم الا عورت، بچہ اور غلام کے سوا ہر مسلمان امرأة او صبی او مملوک۔ پر جمعہ واجب ہے۔

من ترك الجمعة ثلاث مرات
تھاونا بها طبع الله على قلبه -
جس نے تین بار جمعہ کو معمولی بات
سمجھ کر چھوڑ دیا، اللہ تعالیٰ اس کے قلب
پر سہر کر دیتا ہے -

نحن الاولون و الاخرون و
السابقون يوم القيامة بيد انهم
اوتوا الكتاب من قبلنا اوتيناہ من
بعدهم - فهذا يومهم الذی فرض
عليهم فاختلفوا فيه فهدانا الله له
فهم لنا فيه تبع ، فالیهود غداً
و النصرانی بعد غد - (۱۱)
ہم ہیں اول، ہم ہیں آخر اور ہم ہیں
قیامت کے دن سب سے آگے، ہاں! یہ
ضرور ہے کہ انہیں (یہود و نصاریٰ کو)
کتاب ہم سے پہلے دی گئی اور ہمیں ان
کے بعد دی گئی، یہی (جمعہ کا) دن ہے جو
یہودیوں پر فرض کیا گیا تھا - اس کی انہوں
نے مخالفت کی - تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس
دن کی طرف ہدایت فرمائی، تو اب وہ لوگ
ہمارے بعد ہو گئے - یہود کا دن کل ہوگا
اور نصاریٰ کا پرسوں -

حضرت الشیخ الصدوق نے بھی اپنی کتاب ”من لایحضرہ الفقیہ“ میں فضائل
جمعہ سے متعلق حضرت امام جعفر الصادق رح سے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں۔
ان میں سے ایک روایت میں حضرت نے سنیچر یا اتوار کو اختیار کرنے کی
سخت ممانعت فرمائی ہے اور دوسری روایت میں قرآن مجید کی آیہ اذا قضیت
الصلوة فانتشروا، الآیہ کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے کہ نماز ختم ہو جانے پر
تلاش روزی کے لئے پھیل جانے کے حکم سے سنیچر کے دن تلاش رزق کے لئے
پھیل جانا مراد ہے - (۱۲)

سنن بیہقی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام نماز جمعہ
اور خطبہ میں حاضری کے لئے مقام ذوالحلیفہ سے مسجد نبوی مدینہ منورہ میں
آیا کرتے تھے۔ مقام ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً نو میل کے فاصلہ پر واقع

ہے۔ تیز مشینی سواریاں تو اس زمانہ میں تھیں نہیں، یقیناً یہ لوگ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر بہت پہلے ہی ذوالحلیفہ سے چلتے ہوں گے اور نماز سے فارغ ہو کر کافی دیر کے بعد ہی واپس گھر پہنچتے ہوں گے۔ (۱۱)

خدا اور رسول کے حکم کے بموجب است اسلامیہ کے ہر فرقہ و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اذان جمعہ کے بعد کاروبار حرام ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی صریح حکم کی خلاف ورزی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی نہیں کہتا کہ جمعہ کا سارا دن بے کاری میں گزارنا فرض ہے، ایسا کہنا جائز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعد ختم نماز کاروبار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لیکن سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ذوالحلیفہ سے مدینہ منورہ آ کر خطبہ و نماز میں شرکت کے بعد واپس ذوالحلیفہ جانے والے صحابہ کرام کے پاس جمعہ کے دن کا کتنا حصہ بچ رہتا ہوگا جس میں وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہوں گے۔ حکماً نہیں لیکن عملاً جمعہ کا دن کیا ہفتہ وار تعطیل کا دن نہیں بن گیا تھا؟

نتائج

مندرجہ بالا معلومات سے ہم حسب ذیل نتائج تک پہنچتے ہیں:-

- (۱) اتوار کے دن کی اہمیت آفتاب پرستی سے وابستہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے اس دن کی کوئی اہمیت نہیں۔
- (۲) یہودیوں کو جمعہ کے دن کا حکم دیا گیا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اختلاف کیا تو سبت کا حکم انہیں بطور سزا دیا گیا۔
- (۳) یہودیوں کے سوا کسی مذہب میں کسی دن کو سارا دن محض بیکاری میں گزارنے کا حکم نہیں ہے۔

(۴) مسلمانوں کے لئے جمعہ کے دن کو مقدس دن قرار دیا گیا ہے، اس میں اذان جمعہ کے بعد ختم نماز تک کاروبار کرنا ناجائز ہے۔

(۵) مسلمانوں کو اتوار کا دن اختیار کرنے سے امام صادق علیہ السلام نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ اسلامی ممالک میں اتوار کا دن کبھی اختیار نہیں کیا گیا۔

(۶) مسلمان ابتداء ہی سے جمعہ کے دن کا بڑا حصہ نماز اور اس کی تیاریوں میں گزارا کرتے تھے۔

(۷) مسلمان ملکوں میں ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے دن ہوتی تھی اور آج تک باستثنائے ایک یا دو ملک جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے۔^۱

اب اس کے بعد صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ تاریخ اسلام میں جمعہ کے دن تعطیل عام ہونے کا کوئی ذکر ملتا ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ تاریخ میں اس کا ذکر کیوں آتا۔ یہ کون سی غیر معمولی بات تھی، کبھی کسی خلیفہ نے یا کسی بادشاہ نے اس کا حکم دیا ہوتا تو اس کا ذکر آتا۔ عملاً یہ طریقہ ابتداء ہی سے رائج ہو گیا تھا، اور رائج تھا۔ عراق، شام، مصر، ایران اور افغانستان وغیرہ میں آج تک تعطیل جمعہ کی ہوتی ہے۔ یہ ممالک عہد صحابہ میں مسلمانوں نے فتح کئے تھے، اسی وقت سے یہ طریقہ وہاں رائج ہے۔ کسی تاریخ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان ممالک میں فلاں بادشاہ یا خلیفہ کے حکم سے اور فلاں تاریخ سے یہ طریقہ رائج ہوا۔ اس سے کیا نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے۔ سوچئے، تاریخوں میں عیدین کی تعطیل کے لئے بھی کوئی حکم نہیں ملتا ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا صحیح ہو سکتا ہے کہ مدینہ منورہ، کوفہ، دمشق، بغداد، قاہرہ اور قرطبہ میں عیدین کی تعطیلات نہیں ہوا کرتی تھیں۔

بات یہ ہے کہ چھٹیوں کا ہونا تاریخ کا ایسا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے کہ اس کا صریح ذکر تاریخ کی کتابوں میں ملے۔ البتہ کہیں کہیں سیاحوں کے بیانات سے جمعہ اور دیگر تعطیلات میں قاضیوں، حاکموں اور بادشاہوں

کی مصروفیتوں کا پتہ چلتا ہے اور واضح طور پر ظاہر ہو جاتا ہے کہ اس دن قاضیوں کی عدالت بند ہوتی تھی ورنہ وہ اپنا سارا دن دیگر مصروفیتوں میں کیسے بسر کرتے تھے۔ مثلاً سفرنامہ ابن بطوطہ میں جمعہ کے دن کے دربار اور قاضیوں کی دربار میں حاضری کا ذکر موجود ہے، ظاہر ہے کہ قاضی جمعہ کے دن اپنی عدالت میں مصروف کار نہ تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر برنیر فرانسیسی سیاح جس نے ۱۶۵۶ء سے ۱۶۶۸ء تک مصر و شام اور ہندوستان کا سفر کیا ہے، اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کا دن بالکل اسی طرح ہے جیسے کیتھولک عیسائیوں میں اتوار کا دن (۱۴)۔

ان تمام باتوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کی ہفتہ وار تعطیل کا طریقہ ابتداء ہی سے رائج تھا، البتہ یہ صحیح ہے کہ جمعہ کے دن دوکانوں کے بند رکھنے کا کوئی سرکاری حکم کبھی جاری نہیں ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمان فرماں رواؤں نے ایسا حکم جاری کرنا بے جا دست اندازی اور حکم خداوندی کے خلاف سمجھا۔ ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اذان جمعہ سے پہلے اور نماز جمعہ کے بعد اپنا کاروبار کرے یا نہ کرے۔

تعطیل اور چھٹی کے بھی کچھ حدود ہیں۔ اگر ہفتہ وار تعطیل کا حکم مکمل یککاری چاہتا ہے، تو اس کی تعمیل یہود بھی کبھی نہ کر سکے۔ ماضی کو چھوڑئیے آج جب کہ فلسطین میں یہودیوں کی آزاد حکومت قائم ہے اور وہاں سنیچر کے دن تعطیل بھی ہوتی ہے کیا محکمہ پولیس، ضروریات کی دوکانیں فوجداری دفاتر، ریڈیو، ٹیلیویژن اور دیگر اہم محکموں میں سنیچر کے دن کام بند ہوا کرتا ہے؟ نہیں۔

یہ تصور بھی صحیح نہیں ہے کہ بہت سے ممالک اتوار کی تعطیل کرتے ہیں۔ پاکستان سب سے الگ جمعہ کی تعطیل کیسے کر سکتا ہے۔

پاکستان میں اگر جمعہ کی تعطیل ہونے لگی تو یہ دنیا کا چالیسواں ملک ہوگا جس میں جمعہ کی تعطیل ہوگی۔ اور یہودیوں کی حکومت تو دنیا میں صرف ایک ہی حکومت ہے جہاں سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ سنیچر کے دن تعطیل ہوتی ہے۔ اور نہ اس سے ان کا کوئی کام رک جاتا ہے اور نہ پریشانی ہوتی ہے۔

حواشی

- (۱) قرآن مجید سورة النحل، آیت ۱۲۴ -
- (۲) ایضاً سورة الجمعة، آیت ۹ -
- (۳) ایضاً سورة البقرة، آیت ۵۱-۵۲ -
- (۴) بائبل، عہد نامہ عتیق، خروج و تواریخ، باب ۳۲ -
- (۵) ایضاً عہد نامہ جدید، متی کی انجیل، باب ۱۵، درس ۲۴ -
- (۶) ایضاً عہد نامہ جدید، متی کی انجیل، باب ۵، درس ۱۸-۱۸-۱۹ -
- (۷) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجیوز اینڈ اٹیہکس، مادہ سن ڈے -
- (۸) انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجیوز اینڈ اٹیہکس، مادہ سبت -
- ایضاً مادہ مترا ازم -
- (۹) انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا مادہ سن ڈے -
- (۱۰) دائرة المعارف پطرس بستانی، مادہ السبت والاسبوع -
- (۱۱) السنن الكبرى للبيهقي، ج ۳، ص ۱۷۰ و ما بعد -
- (۱۲) من لا يحضره الفقيه للشيخ الصدوق، طبع ایران، ص ۱۱۴ -
- (۱۳) سفر نامہ ابن بطوطہ -
- (۱۴) سفر نامہ ڈاکٹر بریئر، ص ۵۸۶ -

